الصَّمْتُ: تَرَفُّعٌ وَحِكْمَةٌ

الْخُطْبَةُ الْأُولَى:

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَاللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَعَلَى مَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.

أَمَّا بَعْدُ: فَأُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ وَنَفْسِي بِتَقْوَى اللَّهِ، قَالَ جَلَّ فِي عُلَاهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾.

عزیزانِ مَن، اَصحابِ ایمان! خاموشی ایک عمدہ خصلت ہے، سنجیدگی و متانت بھری رَوِش ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے حکمت بنایا جن کا عقل و شعور غالب ہے، اُن کے لیے حفاظت کا قلعہ بنایا جو علم کی دولت سے مالا مال ہیں، اور اُن کے لیے باعثِ اطمینان ٹھہرایا جن کا ایمان مضبوط ہے، بے شک! یہ خاموشی ہی ہے جو اَصحابِ حکمت و بصیرت کا تاج ہے، اہلِ عقل و دانش کا شیوہ ہے، صاحبانِ ضبط و قوت کا شعار ہے، اور انبیائے کرام علیہم السلام کی سنتِ مبارکہ ہے، چنانچہ نبی کریم صاحبِ خُلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے: "كَانَ النَّبِيُّ

صلى الله عليه وسلم يُطِيلُ الصَّمْتَ". "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طویل خاموشی اختیار فرمایا کرتے تھے"، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع محل کی مناسبت سے خاموشی کو ایمان کی علامت قرار دیا، چنانچہ آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے:«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ»، "اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے".

میرے بھائیو! خاموشی اہلِ علم ودانش کی وصیتوں کا نچوڑ ہے، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تَعَلَّمُوا الصَّمْتَ كَمَا تَتَعَلَّمُونَ الْكَلَامَ". "جیسے تم کلام کرنا سیکھتے ہو، ویسے ہی خاموش رہنا بھی سیکھو".

اور کہا گیا ہے کہ:"اہلِ حکمت وبصیرت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خاموشی حکمت کا سرچشمہ ہے". لہٰذا سمجھدار مومن جانتا ہے کہ اُسے کب بولنا ہے اور کب خاموش رہنا ہے، چُنانچہ خاموشی اُسی وقت قابلِ تحسین ہے جب گفتگو میں کوئی نُمایاں فائدہ نہ ہو، کوئی واضح مصلحت نہ ہو، یا کوئی ظاہری بھلائی نہ ہو، وگرنہ خاموشی قابلِ مُذمَّت ہے، اللہ رب العزت کا فرمان ہے:﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ

أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ﴾، "لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر کوئی بھلائی نہیں ہوتی ہاں مگر ایسا کیا جائے صدقہ کرنے کے لیے یا کوئی نیک کام کرنے کے لیے یا لوگوں میں صلح کرانے کے لیے". اور ایک موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر و بھلائی کے دروازوں کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ علیہ السلام نے متعدّد اُمور ذکر فرمائے اور پھر ارشاد فرمایا:

«وَخَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ: الصَّمْتُ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ»":"اور اِن سب سے بہتر یہ ہے کہ خاموش رہو، مگر خیر کی بات کے لیے". میرے بھائیو! اکثر و بیشتر انسان کی اپنی گفتگو اُسکے لیے نَدامت و پشیمانی کا سبب بنتی ہے، جبکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ اُسے اپنی خاموشی پر خِفّت کا سامنا کرنا پڑے، کیونکہ خاموشی؛ علم رکھنے والے کے لیے زینت ہے، اور بے علم کے لیے پردہ ہے، غور و فکر کے لمحات میں عبادت اور قُربِ الٰہی کا ذریعہ ہے، لاحاصل بحث و مباحثے میں صبر و استقلال کا مَظہر ہے، بڑوں کی مجلس میں عزت و وقار کا سبب ہے، والدین کے سامنے نیکی و رحمت کی علامت ہے، میاں بیوی کے درمیان اختلاف کی صورت میں جھگڑے اور فساد سے بچاؤ کا زِینہ ہے،

اور تمام خاندانی تعلقات میں محبت والفت کی بقاء کا راز ہے، کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: ﴿فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ﴾، "تب یوسف نے اپنے دل میں آہستہ سے کہا اور انہیں نہیں جتایا"، یعنی یوسف علیہ السلام نے اپنے دردِ دل اور گِلے شِکوے کو ظاہر نہ ہونے دیا، تاکہ بھائیوں کی اخوت و محبت سلامت رہے، اور یہی اصل حکمت ودانائی ہے!

اللہ کے بندو! عقلمند مؤمن جب کسی بُرے یا شر انگیز کلام کا سامنا کرتا ہے، تو وہ اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے، اور اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے،

اپنے رب کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے، جو اُس نے اپنے کامیاب بندوں کے بارے میں فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾، "اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں"، لہٰذا خاموشی نہ تو کمزوری کا نام ہے اور نہ ہی شکست کی علامت،

بلکہ یہ بلندی اور فضیلت ہے، طاقت کی علامت ہے، انسان کے رعب و وقار کی پہچان ہے، باطل سے کنارہ کشی کی راہ ہے، رَذائل سے پاکیزگی ہے، اَخلاقی سطح سے گِری گُفتگو سے بچاؤ اور اُٹھان ہے، اور اہلِ ایمان کی صفات سے وابستگی ہے، رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيءِ»، "مومن بہت زیادہ لعن طعن کرنے والا، بدکردار، اور فحش گو نہیں ہوتا". بلکہ مؤمن وہ ہے جو اپنے دین کے اصولوں، اپنے معاشرے کی اَقدار، اور اپنے وطن کے مفادات کو پیشِ نظر رکھ کر، اپنے کلام کی طرح اپنی خاموشی کا بھی انتخاب کرتا ہے، وہ اپنی گفتگو، تحریر، اور جوابات میں وہی کہتا ہے جو اُس کے ملک کی عزت و وقار کو بلند کرے، اور ہر اُس بات سے خاموشی اختیار کرتا ہے جو اُس کی ساکھ کو نقصان پہنچائے؛ کیونکہ ہر بات رَدِّعمل دیے جانے کے قابل نہیں ہوتی، اور نہ ہر موقع پر جواب دینا ضروری ہوتا ہے،: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾.

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ فَاسْتَغْفِرُوهُ، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

الْخُطْبَةُ الثَّانِيَةُ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَقَّ حَمْدِهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ مِنْ بَعْدِهِ.أَمَّا بَعْدُ، میرے مومن بھائیو! خاموشی راہِ نجات ہے، کسی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! نجات کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ»، "اپنی زبان پر قابو رکھو". اور بندہ مومن خاموشی ہی کے ذریعے رب تعالیٰ کی رحمت حاصل کرلیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس دعا کی برکت سے:«رَحِمَ اللَّهُ عَبْدًا تَكَلَّمَ فَغَنِمَ، أَوْ سَكَتَ فَسَلِمَ»، "اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے بات کی تو اجر پایا، یا خاموشی اختیار کی تو سلامتی میں رہا". کیونکہ خاموشی سلامتی کی کُنجی ہے، یہ محبت کا دروازہ کھولتی ہے، اور فتنوں کے دروازے بند کرتی ہے، بسا اوقات ایک خاموشی جھگڑوں کی آگ بُجھا دیتی ہے، جبکہ زبان سے نکلا ایک جملہ اختلافات کے اَنگارے بَھڑکا دیتا ہے، لہٰذا میرے بھائیو! جب غصے کی موجیں سرکش ہونے لگیں، تو خاموشی کے ساحل پر جا نکلیے، اور اپنے نفس کو اِسکا عادی بنالیں، اِسے اپنے گھر میں، اپنی ملازمت میں، اپنے لَین دَین میں،

اپنی آمد ورفت میں اَپنا طرزِ عمل بنالیں. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ». "جب تم میں سے کوئی غصے میں آجائے، تو اُسے چاہیے کہ خاموشی اختیار کرلے"، کیونکہ خاموشی احمقوں اور اشتعال دلانے والوں کے لیے سب سے تسلی بخش جواب ہے، جیساکہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

إِذَا نَطَقَ السَّفِيهُ فَلَا تُجِبْهُ ** فَخَيْرٌ مِنْ إِجَابَتِهِ السُّكُوتُ

"جب کوئی بیوقوف بولے، تو اُسے جواب نہ دو،
کیونکہ خاموشی اُسکو جواب دینے سے بہتر ہے".

اور بھلا کیسے نہ ہو؟ ایک شخص نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دی تو وہ خاموش رہے، اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے، اور جب ابوبکر رضِی اللہ عنہ نے اُس کے جواب میں کچھ کہہ دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس مجلس سے اُٹھ گئے، جنابِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ مجھے برا بھلا کہتا رہا تو آپ تشریف فرما رہے، لیکن جب میں نے جواب دیا تو آپ اُٹھ گئے! تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: بات یہ ہے کہ تمھارے

ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمھاری طرف سے جواب میں کہہ رہا تھا: تُو جھوٹا ہے، جب تم بولے تو شیطان آ بیٹھا، اور مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ میں ایسی مجلس میں بیٹھا رہوں".

فَاللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ إِذَا تَكَلَّمَ غَنِمَ، وَإِذَا سَكَتَ سَلِمَ.

وَصَلِّ يَا رَبَّنَا عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ، وَارْضَ اللَّهُمَّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، وَعَنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ الْأَكْرَمِينَ.

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا بِكَ مُؤْمِنِينَ، وَلَكَ عَابِدِينَ، وَإِلَيْكَ مُنِيبِينَ، وَبِوَالِدِينَا بَارِّينَ، وَارْحَمْهُمْ كَمَا رَبَّوْنَا صِغَارًا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِكُلِّ مَنْ وَقَفَ لَكَ وَقْفًا ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، وَطَمَعًا فِي جَنَّاتِكَ، وَتَقَبَّلْ صَدَقَتَهُ، وَأَخْلِفْ عَلَيْهِ نَفَقَتَهُ، يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ.

اللَّهُمَّ أَدِمْ عَلَى دَوْلَةِ الْإِمَارَاتِ الِاسْتِقْرَارَ، وَالرُّقِيَّ وَالِازْدِهَارَ، وَأَتِمَّ اللَّهُمَّ الْعَافِيَةَ عَلَيْنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي أَرْزَاقِنَا، وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا.

اللَّهُمَّ وَفِّقْ رَئِيسَ الدَّوْلَةِ، الشَّيْخَ مُحَمَّد بن زَايِد، وَنُوَّابَهُ وَإِخْوَانَهُ حُكَّامَ الْإِمَارَاتِ، وَوَلِيَّ عَهْدِهِ الْأَمِينَ؛ لِمَا تُحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ.

اللَّهُمَّ ارْحَمِ الشَّيْخَ زَايِد، وَالشَّيخ راشد،وَالْقَادَةَ الْمُؤَسِّسِينَ، وَأَدْخِلْهُمْ بِفَضْلِكَ فَسِيحَ جَنَّاتِكَ، وَاشْمَلْ شُهَدَاءَ الْوَطَنِ بِرَحْمَتِكَ وَغُفْرَانِكَ.

اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ: الْأَحْيَاءَ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتَ.

عِبَادَ اللَّهِ: اذْكُرُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ الْجَلِيلَ يَذْكُرْكُمْ، وَاشْكُرُوهُ عَلَى نِعَمِهِ يَزِدْكُمْ. وَأَقِمِ الصَّلَاةَ.